نظامِ سلسلہ کی پابندی کے بغیر ترقی محال ہے

(فرمودہ ۲ - جون ۱۹۳۳ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے متعلق شاعر کا یہ مقولہ کہ :

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

صادق آتا ہے- یہ کیفیت انسانی قلب کی کہ بعض وجوہات سے انسان ایک بات نہیں کہنا چاہتا اور بعض دوسری وجوہ سے کہنا چاہتا ہے یا ایک بات اسے کہنی پڑتی ہے، ہر ملک اور ہر قوم میں تسلیم کی گئی ہے- ہمارے ملک میں بھی بعض کہانیوں میں اس مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے- ہم چھوٹے ہوتے تھے اور کہانیاں سنتے تھے- تو اُس وقت کئی بوڑھی خادمائیں یہ کہانی سنایا کرتی تھیں کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کے آگے کتے کا گوشت پکا کر رکھ دیا- یہ دیکھ کر اس کا بچہ جسے جادو کے زور سے کوئی حیوان بنادیا گیا تھا، یہ کہتا جارہا تھا بولوں تو ماں ماری جائے نہ بولوں تو باپ کتا کھائے- اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ "گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل"- بات کروں تب بھی مشکل نہ کروں تب بھی مشکل-

ایک امام کیلئے اپنے اَتباع اور مریدوں میں سے بعض کے عیوب اور غلطیاں بیان کرنا ایک نہایت ہی تلخ کام ہوتا ہے- لیکن بعض دفعہ لوگ اپنی بیوقوفی سے مجبور کردیتے ہیں کہ عیب کو بیان کیا جائے- زید ایک غلطی کرتا ہے، امام چاہتا ہے کہ اُس کو چھپائے یا اسے ایک دائرہ میں محدود رکھے- جس شہر میں وہ بات ہوئی ہو اس سے باہر نہ نکلے- لیکن ایسے آدمی کے

دوست اس کی تائید میں باتیں بنانے لگ جاتے ہیں- جس پر امام کو بھی بولنا پڑتا ہے اور اس طرح وہ بات نہ صرف ایک شہر سے نکل کر ساری دنیا میں پھیل جاتی ہے بلکہ تاریخ میں بھی محفوظ ہوجاتی ہے- ایسے ہی بیوقوف دوستوں کے متعلق کسی نے کہا ہے خدا مجھے میرے دوستوں سے بچائے- جس شخص کو اللہ تعالیٰ معرفت اور علم بخشے' اُسے حاکم بننے کا کبھی شوق نہیں ہوتا- کیونکہ وہ جانتا ہے حکومت کی ذمہ داریاں کتنی وسیع ہوتی ہیں-

حاکم بننے کا خواہشمند ہمیشہ جاہل ہوتا ہے- اسی لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص خود کسی عہدہ کا طالب ہو' اُسے وہ عہدہ نہ دیا جائے[1]- مگر جاہل لوگ جن کے دل معرفت سے خالی ہوتے ہیں' وہ کہا کرتے ہیں ہمیں فلاں بات کا موقع کیوں نہیں دیا جاتا- وہ اپنے لئے مختلف مواقع کو حق تصور کرتے ہوئے اگر ان سے انہیں فائدہ اٹھانے نہ دیا جائے تو کہہ دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں آگے بڑھنے سے روکا جاتا ہے- اسی طرح بعض بیوقوف اپنے متعلق یہ خیال کرلیتے ہیں کہ فلاں کام ہم سے اچھا کوئی نہیں کرسکتا- اس طرح ایسے لوگ بھی اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہیں- پھر کچھ اور لوگ ہوتے ہیں ان کا یہ مقولہ ہوتا ہے کہ دنیا میں جو بھی فیصلہ کیا جاتا ہے وہ غلط ہوتا ہے سوائے اُس کے جس پر اُن کی مُہر ثبت ہو- وہ منہ سے تو رسول کریم ؐ کو خاتم النبین کہتے ہیں مگر دراصل اپنے آپ کو خاتم الانسانیت سمجھ رہے ہوتے ہیں- کوئی فیصلہ ہو جب تک اُن کی مہر اس پر نہ لگے' وہ کبھی اسے صحیح تسلیم نہیں کریں گے خواہ وہ خود دنیا کے جاہل ترین انسانوں میں سے کیوں نہ ہوں- ایسے آدمیوں کی باتوں کی بعض دفعہ پرواہ نہیں کی جاتی مگر بعض دفعہ کرنی پڑتی ہے' کیونکہ بعض دفعہ عقلمندوں کو بھی اس سے ٹھوکر لگنے کا احتمال ہوتا ہے- میرے نوٹس میں پچھلے دنوں قادیان کے ایک واقعہ کے حالات لائے گئے- قادیان میں ایک نکاح ہوا- ایسا نکاح جو میرے نزدیک نہایت ہی ناپسندیدہ اور ہمارے سلسلہ کے طریق کے بالکل خلاف تھا- اس کے متعلق امورعامہ نے کچھ سزائیں دی ہیں- اور اس بارے میں میرے پاس متعدد لوگوں کی طرف سے شکایتیں پہنچی ہیں- اِن رُقعوں میں "نزلہ بر عضو ضعیف مے ریزد" کے ماتحت امورعامہ کو سخت بُرا بھلا کہا گیا ہے- میں "نزلہ بر عضو ضعیف مے ریزد" اس لئے کہتا ہوں کہ وہ فیصلہ میرا تھا' امورعامہ کا نہیں تھا- مگر دانستہ یا نادانستہ طور پر بعض لوگوں نے امورعامہ کو بُرا بھلا کہنا شروع کردیا- اگر وہ شکایت کرنے والے ایمان دار ہیں تو بیوقوفی سے اور اگر بے ایمان ہیں تو شرارت سے انہوں نے اس لئے

نظارت امورعامہ کو کوسنا شروع کردیا کہ وہ براہ راست خلیفۂ وقت کو اِس رنگ میں مخاطب نہیں کرسکتے تھے- پس انہوں نے امورعامہ کو بُرا کہہ کر خلیفۂ وقت کو بُرا بھلا کہا- لیکن بہرحال اگر وہ ایمان دار ہیں تو بیوقوفی سے اور اگر بے ایمان ہیں تو شرارت سے انہوں نے امورعامہ پر رِقسم رِقسم کے الزام لگائے اور لکھا کہ امورعامہ کے کارکن جلدبازی کرتے ہیں، ظلم کرتے ہیں، دباؤ ڈالتے ہیں، دھینگا مُشتی کرتے ہیں- حالانکہ وہ فیصلہ کُلّی طور پر میرا کیا ہوا اور میرا ہی لکھوایا ہوا تھا- ایسے آدمیوں کے متعلق یا تو میں یہ سمجھوں کہ وہ سلسلہ احمدیہ کی حقیقت سے قطعی طور پر ناواقف ہیں اور یا مجھے معاف کریں، وہ اول درجہ کے احمق ہیں- یا پھر یہ ہے کہ ان کے دلوں میں خلافت اور نظام سلسلہ کے متعلق کسی قسم کا ایمان باقی نہیں- جس امر کے متعلق وہ شور مچارہے ہیں کہ دھینگا مُشتی ہوئی، زبردستی کی گئی، ظلم کیا گیا اُس کی حقیقت یہ ہے کہ اِس نکاح کے متعلق تین دفعہ مجھ سے اجازت مانگی گئی اور تینوں دفعہ میں نے کہا کہ یہ نکاح نہیں کرنا چاہیئے- مگر میری تین دفعہ کی ممانعت کے باوجود سمال ٹاؤن کمیٹی کے دفتر میں چند اوباش اور آوارہ گرد لونڈوں کو اکٹھا کرکے نکاح پڑھ دیا گیا-

خلیفۂ وقت کے ایک حکم کا انکار بھی انسان کو جماعت سے خارج کردیتا ہے مگر یہاں یہ حالت ہے کہ خلیفہ تین مرتبہ ایک بات کو دُہراتا اور کہتا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے، میں اس کی اجازت نہیں دیتا مگر وہی بات کرلی جاتی ہے- پھر یہ بیوقوف کہتے ہیں ناظرامورعامہ ظالم ہے کہ اُس نے سزا دی- حالانکہ اگر اِن کے اندر غیرت ہوتی اور واقعہ میں اِن کے دلوں میں ایمان ہوتا تو بجائے اس کے کہ امورعامہ یہ سزا دیتا، انہیں خود ایسے لوگوں کو سزا دینی چاہیئے تھی- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے- ایک دفعہ کسی منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوگیا- وہ دونوں رسول کریم ﷺ کے پاس گئے- اور رسول کریم ﷺ نے جو فیصلہ فرمایا یا جو فرمانے لگے، اُس منافق نے سمجھا کہ یہ میرے خلاف ہوگا- تب اُس نے یہودی سے کہا بہتر ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلیں اور وہاں سے فیصلہ کرائیں- وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر پہنچے اور کہا ہمارا فیصلہ کردیجئے- گفتگو کے دوران میں یہودی نے یہ بھی کہہ دیا کہ یہ رسول کریم ﷺ کے فیصلہ کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوا- آپ نے کہا اچھا یہ بات ہے- میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر گھر میں گئے تلوار لی اور باہر آکر اُس منافق کی گردن اُڑادی اور کہا جسے رسول کریم ﷺ کا فیصلہ منظور نہیں اُس کا

فیصلہ یہ ہے کہ - تو بجائے اس کے کہ امورِعامہ سزا تجویز کرتا' اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایمان ہوتا تو چاہیئے تھا کہ خود سزا دیتے- یہ نہیں کہ ان لوگوں کو اِس سے انکار ہو کہ میں نے انہیں منع نہیں کیا- انہوں نے خود اپنے بیان میں اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ ہم نے تین دفعہ پوچھا' مگر تینوں دفعہ ہمیں روکا گیا لیکن باوجود اس کے نکاح کردیا گیا- اس پر جب سزا دی گئی تو میں نے پانچ پانچ صفحوں کے بعض لوگوں کے خطوط پڑھے جن میں ایسی ایسی دلالیاں کی گئی ہیں کہ دلالہ جو عرب میں مشہور ہے' اُس نے بھی نہیں کی ہوں گی- ایک شور مچار کھا ہے کہ ظلم ہوگیا' اندھیر نگری اور چوپٹ راجہ والی مثال بن گئی- قادیان کے مخلصین مجاہدین اور مہاجرین جو سلسلہ کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہیں اور اپنے اخلاص اور تقویٰ میں بے نظیر ہیں' ان کی کوئی بات سُنی نہیں جاتی- بغیر سوچے سمجھے دباؤ ڈالا جاتا اور ہر طرح اپنی حکومت جتائی جاتی ہے- میں ایسے لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ فرمانبرداری کس جانور کا نام ہے- تین دفعہ فیصلہ دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ نکاح نہ ہو مگر دو چار بیوقوف اور دو چار لونڈے سمال ٹاؤن کمیٹی کے دفتر میں نکاح پڑھ دیتے ہیں- کیا قادیان کے نکاح اسی طرح ہوا کرتے ہیں- میں ان جَوفروش گندم نما احمدی کہلانے والوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ جو سزا دیئے جانے پر پانچ پانچ صفحے کے مجھے خط لکھتے ہیں کہ کتنا ظلم اور اندھیر ہوگیا' کیا وہ خط اُن کی فرمانبرداری اور اطاعت کی روح پر دلالت کرتے ہیں یا اِس بات پر کہ ان کے اندر اطاعت کی روح ہی نہیں؟ وہ لوگ جنہوں نے براہ راست نافرمانی کی' اُنہوں نے تو ممکن ہے کسی معذوری کے ماتحت ایسا کیا ہو- ممکن ہے جس کے پاس لڑکی رہتی ہو' اُس نے چاہا ہو کہ میں جلدی اِس کے بوجھ سے فارغ ہوجاؤں- اور ممکن ہے لڑکے نے یہ خیال کیا ہو کہ مجھے اور رشتہ تو ملتا نہیں چلو اسی سے نکاح کرلوں بعد میں معافی مانگ لوں گا- مگر یہ خط لکھنے والے وہ ہیں جن کا اس نکاح سے کوئی بھی واسطہ اور تعلق نہیں- اور محض پرائے شگون میں ناک کٹا کر اپنے آپ کو جہنم میں گرا رہے ہیں- بظاہر وہ خطوط میں اپنا اتقاء بھی ظاہر کرتے ہیں مگر اُن کا اتقاء ایسا ہی ہے- جیسے عبداللہ بن ابی بن سلول' بنو قینقاع اور بنونضیر کے معاملہ میں ظاہر کرتا تھا- وہ بھی یہی کہتا تھا کہ رحم رحم- مگر کیا قرآن نے اُسے رحیم قرار دیا- قرآن مجید اُسے رحیم نہیں بلکہ منافق قرار دیتا ہے- اگر نظامِ سلسلہ کو اِس رنگ میں چلایا جائے اور اس قسم کے احمقوں کی بات کو مان لیا جائے تو وہی بے لگامی احمدیت میں آجائے جو اِس وقت دوسروں میں ہے-

پس گو میں کئی دفعہ جماعت کے لوگوں کو توجہ دلا چکا ہوں کہ اگر انہوں نے بیعت کی ہے تو اس کے کوئی معنے ہونے چاہئیں، کوئی قیمت ہونی چاہیئے۔ چاہے دھیلہ یا دمڑی ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اِس قسم کی بیعت کی کہ منہ سے بیعت کا اقرار کیا جائے اور اطاعت کے معاملہ میں خلیفۂ وقت کی صریح نافرمانی کی جائے، ایک دمڑی بھی قیمت نہیں۔ مگر اب میں پھر توجہ دلاتا ہوں کہ کمزور سے کمزر ایمان والوں کی بیعت کی بھی کچھ نہ کچھ قیمت ہوتی ہے۔ چاہے وہ کوڑی ہی ہو لیکن اِس قسم کی نامعقول حرکت کے بعد تو بیعت کی کوڑی بھر بھی قیمت نہیں رہتی۔ اور یہ اطاعت کا اقرار نہیں بلکہ دھوکابازی اور فریب ہے جسے کوئی بھی دنیا میں وقعت دینے کیلئے تیار نہیں ہوسکتا۔ انسانوں کے سامنے ایسا آدمی ممکن ہے متقی بن جائے اور حقیقت سے ناواقف انسان اسے دیکھ کر کہے کہ کیا ہی متقی شخص ہے۔ مگر خدا کے حضور وہ متقیوں کی فہرست میں نہیں ہوسکتا۔ اور ایسا شخص جو اِن حالات میں دوسرے پر رحم کرنے کی تلقین کرتا ہے اگر خود اسے کسی دفتر کا چپڑاسی بھی بنادیا جائے، تو وہ ساری دنیا کی گردنیں کاٹنے لگ جائے اور کہے کہ چپڑاسی کی یہ لوگ کیوں بات نہیں مانتے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس قسم کے خطوط لکھنے والے اگر مدرّس ہیں تو چھوٹے چھوٹے طالب علموں کے متعلق ایسے ایسے بغض نکالتے ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ دکاندار ہیں تو وہ اپنے معاملات میں اتنے بغیض ہوتے ہیں کہ گویا خدا کی خُدائی بھی ان کی حکومت کے آگے ہیچ ہے۔ مگر کوئی سلسلہ کے نظام کے خلاف بغاوت کرے تو اُس وقت یہ لوگ کُود کر سب سے آگے آجائیں گے اور کہیں گے رحم کریں، رحم کریں۔ میں سمجھتا ہوں کبھی کوئی جماعت منافقوں سے خالی نہیں ہوئی۔ اگر رسول کریم ﷺ کے وقت منافق موجود تھے تو اب بھی ہونے چاہئیں۔ مگر عموماً اس قسم کے لوگوں کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ ہاں مومنوں کو بیدار کرنے کیلئے کبھی کبھی یہ باتیں بتائی جاتی ہیں۔ چونکہ اُن کی باتیں سننے والا یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ جسے سزا دی گئی وہ ہمارا ایک بھائی ہے، اس لئے وہ کہہ دیتا ہے کہ کتنا ظلم ہوگیا۔ حالانکہ منافق جب لوگوں سے باتیں کرتے ہیں تو اُنہیں یہ نہیں بتاتے کہ خلیفۂ وقت سے تین دفعہ پوچھا گیا اور تینوں دفعہ انکار کے باوجود چند لفنگوں اور بدمعاشوں کو اکٹھا کرکے نکاح پڑھوادیا گیا۔ بلکہ وہ کہتے ہیں تو یہ کہ ہمیں یہ پتہ نہیں تھا کہ مسجد مبارک میں نکاح ہونا ضروری ہے۔ اور اگر کسی اور جگہ نکاح پڑھوائیں گے تو ہمارا بائیکاٹ کردیا جائے گا۔ وہ تین دفعہ کے انکار کا ذکر نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ سزا صرف اس لئے

دی گئی ہے کہ کیوں یہ نکاح مسجد مبارک میں نہیں ہوا؟ یہ سننے والا جھٹ کہہ اُٹھتا ہے' کتنا بڑا ظلم ہے۔ شریعت میں یہ کہاں لکھا ہے کہ ہر نکاح مسجد مبارک میں ہی ہو۔ یا کیا جماعت کے ذمہ دار افسروں کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ نکاح ہمیشہ مسجد مبارک میں ہی پڑھے جایا کریں۔ تب سننے والا کہتا ہے یہاں کے لوگ کتنے ظالم اور سیاہ دل ہوگئے کہ مسجد مبارک میں نکاح نہیں ہوا تو محض اِس بناء پر بائیکاٹ کردیا گیا۔ منافق کھا جائیں گے اس بات کو کہ مجلس شوریٰ میں یہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ قادیان کے نکاح اور باہر کے بھی ایک مقررشدہ فارم کی خانہ پُری اور اُس کی تصدیق کے بعد پڑھے جائیں مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ وہ اس بات کو بھی کھا جائیں گے کہ تین دفعہ خلیفۂ وقت سے پوچھا گیا' مگر اُس کے انکار کے باوجود چند لونڈے جن میں سے چند اوباش اور چند بدمعاش تھے' اُنہیں اکٹھا کر کے سال ٹاؤن کمیٹی کے دفتر میں نکاح پڑھ دیا گیا۔ سال ٹاؤن کمیٹی کے دفتر میں آخر کیا برکت ہوسکتی تھی سوائے اس کے کہ اس نکاح کی پوشیدگی مدنظر تھی۔ وہ اِن تمام باتوں کو کھا جائیں گے اور صرف یہ کہہ کر پروپیگنڈا کریں گے کہ دیکھئے کتنا ظلم ہوگیا ہے۔ صرف اتنے قصور پر کہ کیوں یہ نکاح مسجد مبارک میں نہیں ہوا' ہمارا بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح ناواقفوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بالکل ممکن تھا میرے حکم کے سننے میں انہیں کوئی غلط فہمی ہوگئی ہو۔ گو میں نہیں سمجھ سکتا کہ تین دفعہ کے واضح انکار کے باوجود کس طرح کوئی غلط فہمی ہوسکتی ہے۔ خصوصاً جبکہ ان کا اقرار ہے کہ انہیں کہا گیا کہ اس نکاح کی اجازت نہیں لیکن انہوں نے اس کے باوجود نکاح کردیا۔ تاہم مان لیا جاسکتا تھا کہ انہیں غلط فہمی ہوئی مگر وہ جو کہا جاتا ہے کہ "خدا مجھے نادان دوستوں سے بچائے" ان کے منافق دوست ہیں جو اِس معاملہ کو بھیانک شکل دیتے چلے جارہے ہیں۔

پس اس لئے اب انہیں جتنی بھی شدید سزا ملے' اس کی ذمہ داری ان منافق پروپیگنڈا کرنے والوں پر ہے جو ان کی تائید میں لکھتے ہیں اور محض جھوٹ اور فریب سے کام لے کر لکھتے ہیں۔ اگر اس موقع پر رحم کیا جائے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو ذمہ داری مجھ پر عائد ہے' اس سے میں عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ خلیفۂ وقت کا کام ہے کہ وُہ ایک مضبوط چٹان کی طرح ہو۔ ایسی چٹان کہ دنیا بھر کے سمندر بھی مل کر اُسے ہلا نہ سکیں۔ اگر چند منافقوں سے میں ڈر جاؤں اور ایسے موقع پر رحم کرنے پر آمادہ ہوجاؤں جبکہ رحم مناسب نہیں' تو میں اپنی

خلافت کی ذمہ داریوں میں کوتاہی کرنے والا ہوں گا۔ مجھے یہ چند منافق کیا اگر دنیا کی حکومتیں بھی مل کر ایک مقصد سے ہٹانا چاہیں تو نہیں ہٹاسکتیں۔ اور اگر میں یا کوئی اور خلیفہ اس لئے نرمی کرے کہ لوگ اسے مجبور کرتے ہیں تو یقیناً وہ خدا کا قائم کردہ خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ رحم ہمارا کام ہے لیکن دباؤ سے ماننا ہمارا کام نہیں، بلکہ دباؤ کو کچلنا ہمارا کام ہے۔ یہ لوگ کیا ہیں، شیطان کا ایک آلہ ہیں۔ مگر خدا کے خلفاء شیطان پر غالب آیا کرتے ہیں، مغلوب نہیں ہوتے۔ اور ایک دن آتا ہے کہ شیطانی ہتھیاروں کو وہ توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ مومن بہادر ہوتا ہے، بزدل نہیں ہوتا۔ وُہ ایک وقت رحم کرتا ہے، اتنا رحم کہ لوگ خیال کرتے ہیں شاید یہ بُزدل ہے مگر جب دباؤ ڈالا جائے، اسے ڈرایا اور دھمکایا جائے، تو اُس وقت وہ سخت ہوجاتا ہے۔ اتنا سخت کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ شائد اس سے بڑھ کر سنگدل کوئی نہیں مگر یہ دونوں قسم کے لوگ غلطی پر ہوتے ہیں وہ بزدل نہیں بلکہ رحم دل ہوتا ہے اور سنگدل نہیں بلکہ مستقل مزاج اور اولوالعزم ہوتا ہے۔ مَیں نہیں جانتا، یہ غلطی ہماری جماعت میں کب تک چلی جائے گی اور کب تک وہ اِس کا ارتکاب کرتے رہیں گے کہ صیغوں کا نام لے لے کر کہیں کہ امورعامہ ایسا کرتا ہے، فلاں محکمہ ایسا کرتا ہے۔ کیا خلیفۂ وقت ایسا ہی بیوقوف ہے کہ وہ ایسوں کو ناظر اور افسر مقرر کرے جو ظالم ہوں اور لوگوں پر تعدّی کرنے والے ہوں۔ ناظر امورعامہ جس کا نام لے کر اِس معاملہ میں مجھے کوسا جاتا ہے، اُس کی یہ حالت ہے کہ وہ تین دفعہ اس نکاح کے معاملہ میں میرے پاس سفارش کرچکے ہیں اور تینوں دفعہ نہایت سختی سے میں ان کی سفارش کو ردّ کرچکا ہوں۔ اور اب تک بھی میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر یہ نکاح کرنے کرانے والوں کو کس لئے معاف کروں۔ تین دفعہ ایک بات کہی جاتی ہے مگر تین دفعہ سننے کے باوجود اس کے خلاف کیا جاتا ہے۔ پھر اگر وُہ یہ کہتے ہیں کہ ہم سے منافقت ہوگئی، غلطی ہوگئی، گناہ ہوگیا، بے دینی ہوگئی۔ آپ نے تین دفعہ کہا مگر ہم نے نہ مانا۔ اب ہم اپنے اس فعل پر پچھتاتے ہیں تو یہ اور بات تھی۔ مگر وہ ایک ہی سانس میں یہ کہتے ہیں کہ ہمیں تین دفعہ ایک بات کہی گئی اور ہم نے نہ مانی۔ اور اُسی سانس میں یہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی غلطی نہیں۔

اگر ان کا اپنے فعل پر پچھتانے والا رویہ ہوتا تو ممکن تھا میں انہیں معاف کردیتا۔ مگر وہ تو ایک ہی سانس میں یہ کہتے ہیں کہ ہمیں تین دفعہ حکم ملا مگر ہم نے نہ مانا۔ اور پھر یہ بھی کہہ

دیتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ اس طرح نکاح نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اگر تین دفعہ کہنے کے باوجود بھی ایک بات کسی شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتی تو میں نہیں سمجھ سکتا اسے کتنی دفعہ بات سمجھانی چاہیئے۔ اس گناہ اور منافقت کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں جو ناظر ہے وہ بیوقوف ہے۔ میں نے دیکھا ہے قادیان کی لوکل جماعت کے پریذیڈنٹ چونکہ بدلتے رہتے ہیں اس لئے ان کے متعلق یہ بات خوب نظر آتی ہے۔ ایک وقت جب ایک شخص پریذیڈنٹ ہوتا ہے تو دوسرا آکر کہتا ہے دیکھئے کیا اندھیر نگری ہے' کوئی سننے والا ہی نہیں' ہر کوئی اپنی حکومت جتاتا ہے لیکن جب دوسرے وقت وہی شخص خود پریذیڈنٹ ہوجاتا ہے تو شکایت کرتا ہے پبلک بالکل جاہل اور احمق ہے' وہ تو کام کرنے ہی نہیں دیتی۔ گویا جب خود پریذیڈنٹ ہوتا ہے تو پبلک کو احمق قرار دیتا ہے۔ اور جب پبلک میں شامل ہوجاتا ہے تو پریذیڈنٹ کو احمق کہنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح مَیں نے پبلک کے بعض افراد کو دیکھا ہے' کہہ دیں گے یہ پریذیڈنٹ نہایت ہی بیوقوف اور جاہل ہے۔ پھر جب ان میں سے کوئی پریذیڈنٹ ہوجاتا ہے تو یکدم پبلک جاہل بن جاتی اور وہ عقلمند ہوجاتے ہیں۔ یہ لوگ جو اِس وقت معترض ہیں اور کہتے ہیں کہ ناظر نے یوں کردیا اگر میں انہیں ناظر بنادوں اور دوسرے ہی دن ان سے پوچھوں کہ پبلک کا کیا حال ہے تو وہ کہہ دیں گے جی کیا پوچھتے ہو' جاہل آدمی ہیں قرآن میں بھی لکھا ہے اکثر لوگ جاہل ہوتے ہیں' یونہی نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ گویا جب دوسرا شخص ناظر ہوتا ہے اُس وقت تو یہ کہا جاتا ہے کہ پبلک کی آواز ہی اصل چیز ہے اور جب اپنے سپرد کام ہوتا ہے تو اُس وقت پبلک جاہل بن جاتی ہے۔ یہ دیانتداری اور تقویٰ کا طریق نہیں۔ تقویٰ وہ ہوتا ہے جو ایک اصل کے ماتحت ہو۔ چاہے تم حاکم ہو یا محکوم' تمہارا اصل ایک رہے۔ لیکن جب تمہارا قانون بدلتا رہتا ہے' تم خود حاکم بنو تو اور قانون ہوجاتا ہے محکوم بنو تو اور' تو پھر تم مومن نہیں بلکہ منافق ہو خواہ تم جانتے ہو یا نہ۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ اصول مقرر فرمائے ہیں اور وہی ہر جگہ کام آیا کرتے ہیں چاہے کوئی حاکم ہو یا محکوم۔ پس اگر اپنی اصلاح چاہتے ہو تو ان جاہل لوگوں کی طرح مت بنو جن کا آج کل یہ کام ہے کہ گورنمنٹ انگریزی جسے بھی افسر مقرر کرے' اس کے خلاف شورش برپا کردیتے ہیں' جب تک یہ بات تمہارے اندر پیدا نہیں ہوگی اور تم اپنے افسروں کی اطاعت نہیں کروگے' اُس وقت تک تمہارا ترقی کرنا بالکل محال ہے۔ تمہاری مثال اُس وقت اُس چیتے کی سی ہوگی جو اپنی زبان کا خون چوستا

جارہا تھا اور سمجھتا تھا کہ سل بڑی مزیدار ہے۔ تم ان حرکات سے نہ صرف اپنا ہی نقصان کرتے ہو بلکہ اپنی اولادوں کا بھی نقصان کرتے ہو اور صرف اپنا ہی خون نہیں کرتے بلکہ اپنی الادوں کا بھی خون کرتے ہو۔ جب تک یہ مادہ ہماری جماعت کے اندر پیدا نہ ہو کہ جو جماعتی کام ہوں' ان میں افسروں کی رائے کو اپنی رائے پر مقدم کرے اُس وقت تک ترقی کیا ایمان بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید کا صاف حکم ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ؎ بھلا غیراحمدی تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ افسر اُولِی الْاَمْرِ نہیں کیونکہ وہ ہم میں سے نہیں مگر تم خدا کو کیا جواب دو گے کیا خدا تمہیں یہ نہیں کہے گا کہ تم میں سے ہی بعض لوگوں کو میں نے اُولِی الْاَمْرِ کیا مگر تم پھر بھی ان کی اطاعت سے کنارہ کشی کرتے رہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ افسر بھی غلطی کرسکتے ہیں مگر زید یا بکر کو جب سزا ملے تو پاگلانہ طور پر کھڑے ہوکر شور مچادینا کہ ظلم ہوگیا نہایت ہی غلط طریق ہے۔ اس صورت میں ممکن ہے لوگ تمہیں نیک بخت کہہ دیں مگر خدا کے حضور تم نیک بخت نہیں بلکہ بدبخت شمار کئے جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دفتر میں نیک بختوں میں سے تمہارا نام کاٹ کر بدبختوں میں لکھ دیا جائے گا۔ پھر قیامت کے دن بھی یہ لوگ جو اَب تمہاری تعریف کررہے ہیں تعریف نہیں کریں گے بلکہ سب سے پہلے تمہارے منہ پر تھوکیں گے۔

پس اِس نیک بخت کہلانے کا کیا فائدہ جو آخر میں تمہیں ذلیل و رُسوا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ جب کوئی شخص خدا کیلئے کام کرتا ہے تو وہ اُس کے گناہوں کو بھی چُھپادیتا ہے اور جب اپنے نفس کیلئے کام کرتا ہے تو اس کی نیکیوں کو بھی گناہ کی صورت میں ظاہر کردیتا ہے۔ دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے ہیں رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَ عَدْ تَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ؎ اے خدا! جو تُونے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے وعدے کئے ہیں وہ پورے فرما اور قیامت میں ہماری رسوائی کا کوئی سامان نہ ہو۔ کیونکہ تیرا مومنوں سے یہ وعدہ ہے کہ ان کے عیوب پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے اور تُو وعدوں کو وفا کرنے والی ذات ہے۔ پس جو شخص خدا کیلئے کام کرتا ہے اُس کا عیب بھی چھپادیا جاتا ہے اور جو نفس کیلئے کرتا ہے اُس کی نیکی بھی بدی بن جاتی ہے۔ جیسے قرآن مجید میں آتا ہے۔ وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ؎ ۔ بعض لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر نماز پڑھنے کے باوجود اُن کیلئے وَیل

ہوتی ہے تو ایک شخص کی نماز بھی اس کیلئے رُسوائی کا موجب ہوجاتی ہے اور دوسرے کا عیب بھی اُس کی رسوائی کا ذریعہ نہیں بنتا۔ اصل چیز یہ ہے کہ انسان خداتعالیٰ کا ہوجائے اور جب کوئی شخص خداتعالیٰ کا ہوجاتا ہے تو اُس کے عیب چھپائے جاتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اگر بظاہر اس کو کوئی ذلت بھی پہنچتی ہے تو اُس کے بدلہ میں اور بیسیوں عزت کے سامان پیدا کردئے جاتے ہیں اور جو شخص اپنے نفس کیلئے کام کرتا ہے اُس کے سامنے اگر عزت کے سامان بھی ہوں تو وہ اُس کیلئے ذلّت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

پس اپنی نیتّوں کو درست کرو اور خدا کیلئے کام کرنے کی عادت ڈالو' چوہدری بننے کی کوشش نہ کرو۔ دیکھو محمد ﷺ اصل عزت کے مالک تھے مگر اُنہیں مکہ کا ایک کتا بھی بھونک لیتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں جو اپنے آپ کو عزتوں والا سمجھتے تھے اور جو رسول کریم ﷺ کو گالیاں دیا کرتے تھے ان کا کیا حشر ہوا۔ پس اصل عزت وہی ہے جو خدا کی طرف سے ملے۔ جب کوئی شخص خداتعالیٰ کا ہوجاتا ہے تو اُس کی ذلت بھی عزت میں تبدیل ہوجاتی ہے اور جب کوئی خدا کا نہیں ہوتا تو اُس کی عزتیں بھی ذلت میں بدل جاتی ہیں۔

(الفضل ۸ - جون ۱۹۳۳ء)

۱؎ مسلم کتاب الامارة باب النهی عن طلب الامارة والحرص علیها

۲؎ (i) روح المعانی الجزء الخامس صفحه ۶۷ مکتبه امدادیه ملتان

(ii) الصارم المسلول علٰی شاتم الرسول صفحه ۳۹'۴۰ ابن تیمیه طبعة اولٰی حیدرآباد دکن

۳؎ النسآء:۶۰ ۴؎ اٰل عمران:۱۹۵ ۵؎ الماعون:۵